(۳۰)

(فرمودہ ۲۹؍ دسمبر ۱۹۴۱ء بمقام مسجد نور قادیان)*

إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۞ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۞ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۞

آج سے کوئی ساڑھے تیرہ سو سال پہلے یا اس سے کچھ زیادہ یہ سُورۃ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی تھی۔ اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کی یہ حالت تھی کہ باہر نماز بھی ادا نہیں کر سکتے تھے اور آپ کے پیغام کو ماننے والے صرف چند ہی آدمی تھے۔[1] جب آپؐ نے مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی تو معتبر تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت مکہ مکرمہ کے کل ۸۰ آدمی آپؐ پر ایمان لائے تھے[2] مگر یہ تو آخری دنوں کی بات ہے۔ اس سے پہلے یہ حالت تھی کہ صرف چند آدمی ہی آپ پر ایمان لائے تھے جن کی تعداد پندرہ سولہ سے زیادہ نہیں تھی۔ مکہ کی آبادی گو وہ بہت بڑا شہر نہیں ہے اور نہیں تھا مگر پھر بھی اس وقت آٹھ دس ہزار کی معلوم ہوتی ہے۔ اور آٹھ دس ہزار کی آبادی میں سے ایک دو درجن کے قریب آدمیوں کا ساتھ ہونا اور سارے شہر کے لوگوں کا مخالف ہونا کہ ہر وقت ان کا مسلمانوں کی جان لینے کی فکر میں رہنا۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ سالہا سال تک مکہ میں مسلمانوں کی کیا حالت ہوئی ہوگی۔ چنانچہ اس بات کو دیکھ کر کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صرف چند آدمی ایمان لائے تھے جو مکی زندگی کے پہلے سالوں میں دو تین درجن تک تھے اور آخر میں چھ سات درجن تک ہو گئے اور ادھر یہ دیکھکر کہ آپ کی نرینہ اولاد کوئی نہیں آپؐ کے دشمن اپنی نابینائی اور اندھے پن

---

* عیدالاضحیہ جلسہ سالانہ کے دنوں میں منائی گئی۔ اس تقریب سعید کے متعلق الفضل نے جو نوٹ لکھا اس کے چیدہ چیدہ حصے حسب ذیل تھے:۔

۲۹؍ دسمبر کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بذریعہ کار مسجد نور میں تشریف لے گئے اور پھر نماز عید پڑھانے کے بعد جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ حضور نے خطبہ کے لئے کھڑے ہوتے ہی بلند آواز سے عید کی تکبیر اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد دو دفعہ پڑھی۔ خطبہ کے بعد حضور نے ہدایت فرمائی کہ احباب ایک دوسرے سے ملاقات کرتے وقت عید کی تکبیر پڑھیں۔ خواتین نے عید کی نماز زنانہ جلسہ گاہ میں پڑھی۔ اور اسی جگہ لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ خطبہ سُنا۔ عیدگاہ میں بھی نماز عید ہوئی جہاں مکرم مولوی عبدالرحمان صاحب مولوی فاضل جنرل پریذیڈنٹ لوکل انجمن احمدیہ نے تقریباً ڈیڑھ سو مقامی احباب کو عید کی نماز پڑھائی۔ (الفضل یکم جنوری ۱۹۴۲ء صفحہ ۲)

ی وجہ سے یہ خیال کرتے تھے کہ یہ شخص دین سے بھی گیا اور دنیا سے بھی۔ وہ کہتے تھے کہ روحانی لحاظ سے بھی اس کے ماننے والے کوئی نہیں اور جسمانی لحاظ سے بھی نرینہ اولاد سے محروم ہے۔ ہماری پنجابی زبان میں جیسے کسی کی تحقیر کرنی ہو تو کہتے ہیں "اونترا نکھترا" اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان بدبختوں نے یہی نام رکھا ہوا تھا کہ "اونترا نکھترا" ہے۔ مکہ میں آپ کے ماننے والوں کی جو درگت بنا کرتی تھی۔ اس کے متعلق غلاموں کے واقعات تو بہت دفعہ بیان ہو چکے ہیں مگر جو لوگ گھربار والے تھے اور بڑے بڑے رئیس خاندانوں میں سے تھے۔ ان کی بھی یہ حالت تھی کہ اپنے کیا اور غیر کیا بہت بری طرح ان کی خبر لیتے تھے۔ ایک صحابی جو مکہ کے بہت بڑے خاندان میں سے تھے اور ایک بڑے رئیس کی اولاد تھے عثمان بن مظعون ان کا نام تھا وہ اپنی جوانی کے ایام میں ہی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور اس صدق اور جوش سے ایمان لائے کہ گویا اپنے محلہ والوں کو انہوں نے ہلا دیا۔ لوگوں نے ان کو تکلیفیں دینی شروع کیں۔ دکھ دینے شروع کئے اور اس قدر دکھ دیئے کہ جب ہجرت اولیٰ ہوئی تو وہ ایبے سینیا* (ETHOPIA) کی طرف چلے گئے۔ مگر بعد میں کفار نے جب یہ خبر اڑا دی کہ مکہ کے تمام لوگ مسلمان ہو گئے ہیں اور وہاں امن قائم ہو گیا ہے تو وہ پھر مکہ کو واپس آئے مگر جب مکہ میں پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ یہ خبر بالکل جھوٹی ہے اور اس لئے اڑائی گئی ہے تاکہ مسلمان واپس آئیں اور کفار ان کو پھر دکھ دیں۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ پھر واپس ایبے سینیا چلے جائیں مگر اتنے میں مکہ کا ایک سردار جو بہت بڑی عظمت اور شان رکھتا تھا اور جس کا تمام لوگ ادب کیا کرتے تھے اور جو عثمان بن مظعون کے باپ کا گہرا دوست تھا اور وہ دونوں آپس میں بھائی بھائی بنے ہوئے تھے۔ ان کو ملا اور انہیں دیکھ کر کہنے لگا کہ تم کہاں غائب تھے؟ انہوں نے کہا میری زندگی یہاں کے لوگوں نے حرام کی ہوئی تھی۔ اور میں مظالم سے تنگ آ کر ایبے سینیا چلا گیا تھا۔ وہاں مجھے معلوم ہوا کہ مکہ کے تمام لوگ مسلمان ہو گئے ہیں مگر جب واپس آیا تو معلوم ہوا کہ وہی حالات ہیں۔ اس لئے اب میں پھر واپس جانے لگا ہوں اس نے کہا۔ نہیں تمہارا باپ میرا بھائی بنا ہوا تھا۔ کون ایسا ہو سکتا ہے جو میری موجودگی میں تم کو دکھ دے سکے۔ چنانچہ اس نے ان کا ہاتھ پکڑا اور خانہ کعبہ کی طرف لے کر چل پڑا۔ جیسے ہمارے ہاں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اگر کوئی عام اعلان کرنا ہو تو جلسہ کی سٹیج پر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ان لوگوں میں دستور تھا کہ جب کوئی عام اعلان کرنا ہوتا تو خانہ کعبہ میں جا کر کرتے اس نے بھی

---

* اس سے مراد حبشہ ہے۔

ان کا ہاتھ پکڑا۔ خانہ کعبہ میں لے گیا۔ اور وہاں جا کر اعلان کر دیا کہ اے لوگو سن لو۔ عثمان بن مظعون میری حفاظت میں ہے اگر اس کو کسی نے کچھ کہا تو اس نے اسے نہیں بلکہ مجھے کہا۔ عربوں میں اس بات کا بڑا لحاظ کیا جاتا تھا کہ جس شخص کا ادب اور احترام ان کے دلوں میں ہوتا تھا وہ جس کو بھی اپنی پناہ میں لے لیتا اسے کوئی شخص تکلیف نہیں پہنچا سکتا تھا۔

عثمانؓ بن مظعون بھی کھلے بندوں مکہ میں پھرنے لگے اور کوئی شخص انہیں چھیڑ نہیں سکتا تھا۔ مگر ایک دن جب وہ باہر نکلے تو انہوں نے دیکھا کہ بعض مسلمانوں کو لوگ مار رہے ہیں اور بعض غلاموں کو دیکھا کہ لوگ ان کو گلیوں میں گھسیٹ رہے ہیں۔ ان کے مونہوں پر تھوک رہے ہیں اور انہیں کوڑے لگا رہے ہیں۔ یہ نظارہ دیکھکر ان سے برداشت نہ ہو سکا۔ وہ واپس آئے اور جس رئیس نے انہیں پناہ دی تھی اس سے آکر کہنے لگے کہ آپ نے مجھ پر بڑا احسان کیا تھا جو مجھے پناہ دی۔ اور مکہ والوں کے ظلموں سے مجھے بچایا۔ مگر آج میں نے اپنے مسلمان بھائیوں کو اس طرح ظلم کا نشانہ بنتے دیکھا ہے کہ مجھ سے یہ بے غیرتی اور بے حیائی برداشت نہیں ہو سکتی کہ ان کو تو ماریں پڑیں اور مجھے نہ پڑیں۔ میں آپ کا اعلان واپس کرنے کیلئے آیا ہوں۔ اس نے کہا بچے! سوچ لو۔ انہوں نے کہا میں نے خوب سوچ لیا ہے۔ چنانچہ اس نے اعلان کر دیا کہ میں نے عثمانؓ بن مظعون کو جو پناہ دی ہوئی تھی وہ واپس لیتا ہوں۔ تھوڑے دنوں کے بعد حج کا موقعہ آیا اور عرب کے مشہور شاعر لبید جو بعد میں اسلام لے آئے تھے اور جو ایک سو بیس سال کی عمر میں فوت ہوئے وہ حج کے دنوں میں مکہ میں آئے اور انہوں نے اپنے شعر سنائے۔ تمام روسا جمع تھے مجلس لگی ہوئی تھی اور سب تعریفیں کر رہے تھے کہ اشعار سناتے سناتے انہوں نے یہ مصرعہ پڑھا اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلُ

سُنو خدا کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ عربوں کو زبان کا چسکا تو پڑا ہی ہوا تھا صحابہ بھی اس سے متاثر تھے اور وہ ایسے موقعوں پر ہمیشہ داد دیا کرتے تھے عثمانؓ بن مظعون اس وقت مجلس میں موجود تھے جب اس نے کہا۔

اَلَا کل شی ءٍ ما خلا اللہ باطلُ

سنو ہر چیز خدا کے سوا فنا ہونے والی ہے تو عثمانؓ بن مظعون نے کہا۔ سچ کہا سچ کہا وہ اپنے آپ کو اتنا بڑا آدمی سمجھتا تھا کہ سوائے بڑے بڑے ادیبوں اور رؤساء کے اپنے اشعار کی کسی سے تعریف سننا بھی اپنی ہتک سمجھتا تھا اس نے جب سنا کہ ایک لڑکے نے اس کا مصرعہ سن کر کہا ہے کہ سچ کہا سچ کہا تو اس نے وہیں شعر پڑھنے بند کر دیئے اور مکہ والوں سے کہا کیا تم میں اب کوئی شریف آدمی نہیں رہا۔ یہ کل کا چھوکرا مجھے داد دیتا ہے۔ کیا میں اس کی داد کا محتاج ہوں اگر یہ کہے گا کہ میں نے

سچ کہا تو میری بات سچ ہو گی اور اگر یہ کہے گا کہ میری بات غلط ہے تو وہ غلط ہو گی۔اس پر رؤساء نے عثمانؓ بن مظعون کو ڈانٹا اور کہا خبردار تم مت بولو۔تمہارا کوئی حق نہیں کہ اس مجلس میں کسی شعر پر داد دو۔اور ان کی منتیں کر کے کہا کہ آپ آگے چلیئے چنانچہ انہوں نے اگلا مصرعہ پڑھا کہ ع

وَكُلُّ نَعِيمٍ لَا مَحَالَةَ زَائِلُ

اور ہر نعمت آخر تباہ ہو جانے والی ہے۔عثمانؓ بن مظعون ابھی ڈانٹ کھا کر بیٹھے ہی تھے کہ جونہی انہوں نے یہ مصرعہ پڑھا وہ فوراً بول اُٹھے کہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔جنّت کی نعمتیں کبھی زائل نہیں ہوں گی۔پھر کیا تھا لبید کو غصّہ آ گیا۔اور انہوں نے کہا۔میں تو اب آگے نہیں پڑھتا۔چنانچہ بعض نوجوان رئیس کھڑے ہوئے اور انہوں نے عثمانؓ کو مارنا شروع کر دیا۔اسی دوران میں ایک نے زور سے آپ کی آنکھ پر مُکّہ مارا جس سے آنکھ نکل گئی۔وہ رئیس جوان کے باپ کا بھائی بنا ہُوا تھا۔وہ اس حالت میں ان کی مدد بھی نہیں کر سکتا تھا۔اور ادھر ان کے باپ کی محبت بھی اس کے دل پر غالب تھی۔ایسی حالت میں اس نے وہی کچھ کیا جو غریب ماں اپنے اس بچہ سے کیا کرتی ہے جسے کسی امیر آدمی کے بچہ نے مارا ہو۔جب کسی غریب عورت کے بچہ کی کسی امیر عورت کے بچہ سے لڑائی ہو جاتی ہے۔اور اس امیر کے نوکر اور رشتہ دار اور عزیز اپنے آقا کے بیٹے کی طرفداری کرتے ہوئے اس غریب عورت کے بچہ کو مارتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم زبردست ہیں تو جانتے ہو وہ غریب عورت کیا کیا کرتی ہے۔یہ نہیں ہوتا کہ وہ اپنے آقاؤں کا مقابلہ کرے بلکہ وہ غصہ اپنے اس بچہ پر نکالا کرتی ہے۔اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں اور وہ اپنے بچہ کو مار رہی ہوتی ہے۔اور یہ کہتی جاتی ہے کہ تجھے جو کہا ہے کہ ایسی جگہ نہ جایا کر اور اس طرح وہ اپنی کمزوری اور بےبسی کا گویا اظہار کرتی ہے۔اس رئیس کی حالت بھی یہی تھی ایک طرف وہ اپنی قوم کے جتھہ اور اس کی مخالفت اور غصّہ کو دیکھ رہا تھا۔اور دوسری طرف عثمانؓ بن مظعون کی مظلومیت اور اس کے باپ کی محبت اس کے دل میں جوش مار رہی تھی۔آخر اس غریب ماں کی طرح اس نے بھی عثمان بن مظعون پر اپنا غصّہ نکالا اور انہیں مخاطب ہو کر کہا۔دیکھا میں نہیں کہتا تھا کہ میری پناہ میں آ جاؤ۔آخر تجھے یہ دیکھنا پڑا کہ تیری آنکھ نکال دی گئی۔مگر جانتے ہو عثمانؓ بن مظعون نے اس کا کیا جواب دیا۔انہوں نے کہا تم اپنی حفاظت اپنے گھر میں رکھو۔تم کو تو یہ بُرا لگ رہا ہے کہ میری ایک آنکھ نکل گئی اور میری تو دوسری آنکھ بھی اسی طرح خدا تعالیٰ کی راہ میں نکلنے کے لئے تیار ہے[۵۹]

یہ ان لوگوں کی حالت تھی۔ظلم و ستم کا وہ ایسا نشانہ بنے ہوئے تھے کہ دنیا کے پردہ پر کوئی ایسا بےبس قوم نہیں گذری جیسی بےبس قوم محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے اتباع کی بن گئی تھی

خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حالت تھی کہ گو آپ کو خانہ کعبہ میں جا کر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں تھی مگر کبھی کبھی آپ محبت الٰہی کے جوش میں وہاں چلے جاتے اور نماز ادا فرماتے ایک دفعہ آپ نماز ادا کر رہے تھے کہ شہر کے غنڈے اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے آپ کو مارنا شروع کر دیا۔ اور پھر آپ کے گلے میں رسی ڈال کر گلا گھونٹنے لگ گئے یہاں تک کہ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے یوں لگتا تھا کہ آپؐ کی آنکھیں باہر آگئی ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو وہاں آئے اور مارنے والوں اور آپ کے درمیان کھڑے ہو گئے اور انہیں ہٹانا شروع کیا۔ آپ اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خون پونچھتے جاتے تھے۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ اور یہ کہتے جاتے تھے کہ اے میری قوم تم کو کیا ہو گیا کہ تم ایک شخص کو محض اس لئے مار رہے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ میرا رب ہے ان حالات میں اور اس قسم کے اعتراضوں کو دیکھکر خدا تعالےٰ کی غیرت آسمان پر جوش میں آئی اور اس نے کہا۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ لوگ کہتے ہیں کہ تیرے ماننے والے تھوڑے ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ تیری نرینہ اولاد کوئی نہیں۔ اور یہ لوگ تجھے خانہ کعبہ میں بھی نماز پڑھنے نہیں دیتے۔ مگر اے ہمارے رسول! ایک دن ہم تجھ کو اس شہر پر غالب کریں گے اور تو ایک بہت بڑی مسلمانوں کی جمعیت کے ساتھ یہاں آکر حج کرے گا۔ اور کھلے بندوں نماز پڑھے گا عید ادا کرے گا اور قربانیاں کریگا اور تیرے دشمن جو آج تجھ پر طعنہ زنیاں کر رہے ہیں ان کا نام ونشان بھی نہیں ملے گا چنانچہ فرماتا ہے۔ اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ۔ یہ تجھے کہہ رہے ہیں کہ تیرے ساتھی تھوڑے ہیں۔ یہ تجھے کہہ رہے ہیں کہ تیری نسل تیرے ساتھ ختم ہو جائے گی۔ مگر یہ بالکل غلط ہے۔ ہم تمھیں ایک بہت بڑی جماعت دیں گے اور خالی جماعت ہی نہیں دیں گے بلکہ غالب جماعت دیں گے جو اس شہر پر غالب آئے گی اور یہاں آکر حج کرے گی۔

فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانۡحَرۡ

جب ہم تجھے کثرت عطا کریں گے جب ہم تجھے غلبہ عطا کریں گے اور تم حج کرو گے اس وقت یہاں آکر خدا کی عبادت کرنا اور اس کی راہ میں قربانیاں کرنا۔

اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ

اس وقت تمہارے دشمنوں کا نشان بھی نہیں ملے گا اور صرف تمہاری ہی نسل باقی ہو گی۔

یہ وہ حج تھا جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد کیا اور جس میں اس طرف اشارہ کیا گیا تھا کہ تجھ پر سب سے زیادہ اعتراض کرنے والے ابو جہل، عتبہ، شیبہ اور ولید وغیرہ اس وقت تک مٹا دیئے جائیں گے۔ چنانچہ خدا نے یہ کیسا زبردست نشان دکھایا کہ جس وقت رسول کریم

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حج کے لئے آئے اور خدا کے حکم کو پورا کرنے کے لئے کہ تم نمازیں پڑھو اور قربانیاں کرو۔ انہوں نے نمازیں پڑھیں اور خدا تعالےٰ کے رستہ میں قربانیاں کیں تو وہ کوثر جس کا وعدہ دیا گیا تھا وہ بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوا۔ چنانچہ ابوجہل کا بیٹا اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جماعت میں شامل ہوگیا اور ولید کا بیٹا اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جماعت میں شامل ہوگیا۔ انہوں نے کہا تھا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی نرینہ اولاد نہیں۔ مگر خدا نے کہا کہ میں ان اعتراض کرنے والوں کے بچے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دوں گا۔ چنانچہ جب اس حج کے موقعہ پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر نماز پڑھائی ہوگی اور پھر قربانیاں کی ہوں گی۔ تو گو آپ نے اپنے اعلیٰ درجہ کے اخلاق کے ماتحت دشمنوں کو شرمندہ کرنے کے لئے یہ نہیں پوچھا کہ بتاؤ میرا دشمن ابتر ہے یا میں ابتر ہوں۔ لیکن جس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے پیچھے عکرمہ اور خالد وغیرہ نوجوان پھر رہے ہوں گے اس وقت گو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان کچھ کہہ نہیں رہی تھی۔ مگر مکہ کی گلیوں کی وہ زمین جس پر ان کے قدم پڑ رہے تھے وہ ان دشمنوں کو مخاطب کر کے کہہ رہی تھی کہ او ابوجہل! او عتبہ! او شیبہ! کہاں ہے تمہاری وہ اولاد جس پر فخر کرتے ہوئے تم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن بنے پھرتے تھے اور کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابتر ہے۔ وہ ابتر ہے یا آج تم ابتر ثابت ہو رہے ہو۔

پھر کوثر کے ایک اور معنے بھی ہیں جس کے لحاظ سے اس میں آئندہ کی ایک پیشگوئی کا ذکر کیا گیا تھا اور وہ معنے یہ ہیں کہ ایک بڑا آدمی جو بڑا صدقہ و خیرات کرنے والا ہو۔ اور آنے والے مسیح کے متعلق بھی لکھا ہے کہ وہ اتنا صدقہ کرے گا، اتنا صدقہ کرے گا کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔ یعنی وہ اس قدر روحانی معارف لٹائے گا کہ حد ہو جائے گی۔ مگر لوگ اپنی ناسمجھی کی وجہ سے ان کو رد کر دیں گے۔ وہ سونے اور چاندی کے خزانوں پر تو مر رہے ہوں گے مگر خدا کے کلام کی قدر نہیں کریں گے۔

تو اس سورۃ میں یہ خبر بھی دی گئی تھی کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے یہ لوگ ابتر کہتے ہیں۔ اور ابتر اسے کہتے ہیں جس کی کوئی نرینہ اولاد نہ ہو۔ اور روحانی اولاد میں سے نرینہ بیٹا اللہ تعالےٰ کا نبی ہوتا ہے کیونکہ نبوت ہی ایک ایسا عہدہ ہے جو عورتوں کو نہیں مل سکتا۔ باقی سارے عہدے عورتوں کو مل سکتے ہیں۔ عورت صدیقہ ہو سکتی ہے چنانچہ سب لوگ کہتے ہیں مریم صدیقہ، عائشہ صدیقہ۔ عورت شہداء میں شامل ہو سکتی ہے چنانچہ کئی مسلمان عورتیں شہید ہوئی ہیں۔ اور صالح تو ہوتی ہی ہیں اگر کوئی عہدہ عورت کو نہیں مل سکتا تو وہ صرف نبوت ہی ہے

پس اللہ تعالےٰ نے اس سورۃ میں یہ بیان فرمایا تھا کہ ہم اب بھی تجھے کثرت دیں گے اور آئندہ زمانہ میں بھی تجھے ایک بہت بڑا روحانی فرزند دیں گے وہ کثیر الخیر ہوگا۔ کثرت سے وہ قرآن کریم کی دولت لٹائے گا۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

اِنَّآ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ

اے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہم نے آج ہی ساری نعمتیں تیرے لئے ختم نہیں کر دیں بلکہ خدا تعالےٰ کی اس سنت کے مطابق کہ ہر نبی کی جماعت پر کچھ عرصہ کے بعد ضعف کا زمانہ آتا ہے جب تیری امت پر ضعف کا زمانہ آئے گا اور شیطان لوگوں کو گمراہ کرنے لگے گا تو اس وقت ہم تجھے ایک روحانی بیٹا عطا کریں گے جو بڑا کثیر الخیر ہوگا۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانۡحَرۡ

پس تو اس کی پیدائش کی خوشی میں آج ہی اس کے لئے خدا تعالےٰ کے حضور دعائیں کر اور اس شکریہ میں قربانیاں کر۔

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ

اس وقت تجھے معلوم ہو جائے گا کہ تیرا دشمن ہی ابتر ہے تو ابتر نہیں۔

پہلے معنوں کے لحاظ سے دشمن سے مراد ابو جہل، عتبہ اور شیبہ وغیرہ ہیں۔ اور دوسرے معنوں کے لحاظ سے ابتر سے مراد وہ تمام قومیں ہیں جو آج اسلام پر حملہ کر رہی ہیں۔ چنانچہ اس وقت جب اسلام ضعیف ہو گیا۔ جب مسلمانوں کی طاقتیں کمزور ہو گئیں جب عیسائی مصنفین نے یہ لکھنا شروع کر دیا کہ ہم نے اسلام کو کھا لیا ہے اب وہ کبھی ترقی نہیں کر سکتا حتیٰ کہ مسلمان مصنفین نے بھی اسلام کی طرف سے دشمن کے مقابلہ میں معذرتیں لکھنا شروع کر دیں۔ اور عام طور پر یہ خیال کیا جانے لگا کہ اب اسلام میں یہ طاقت نہیں رہی کہ وہ دوسرے مذاہب کا مقابلہ کر سکے۔ ہندوؤں میں بھی جوش اٹھا اور پنڈت دیانند[1] اور دوسرے لوگ اسلام کے مقابلہ میں کھڑے ہو گئے۔ اور انہوں نے سمجھا کہ ہم اسلام کو مٹا دیں گے۔ دوسرے ممالک مثلاً چین وغیرہ میں بھی جو مسلمانوں کو غلبہ حاصل تھا، وہ جاتا رہا اور بدھ اور کنفیوشس مذہب کے پیروؤں نے بھی خیال کیا کہ ان کا مذہب غالب آگیا ہے اور اسلام کو انہوں نے مٹا دیا ہے۔ غرض لوگوں نے خیال کر لیا کہ اسلام کی روحانی نسل دنیا سے مٹ گئی ہے۔ اور یہی خبر اس سورۃ میں دی گئی تھی۔ کہ آج ہی نہیں بلکہ ایک اور زمانہ میں بھی دشمن کہیں گے کہ ہم نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد کو ختم کر دیا ہے۔ مگر فرمایا ہم تجھے ایک ایسا بیٹا دیں گے جو بڑا کثیر الخیر ہوگا اور وہ دنیا کو چیلنج کرے گا کہ میں محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا روحانی بیٹا ہوں اور میرے

ثہ (۱) "خط شکاگو" پادری عماد الدین ۱۸۹۳ء (۲) "دی مشن" مصنفہ آرکلارک ملکم[3] (۳) ہبروز لیکچر ملکم[4]

ذریعہ سے اسلام دوبارہ دنیا پر غالب آئے گا۔ وہ تمام مذاہب کے مقابلہ میں کھڑا ہوگا اور اعلان کرے گا کہ میں زندہ نمونہ ہوں اس بات کا کہ محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم زندہ نبی ہیں مگر تمہارے مذاہب زندہ نہیں ہیں اگر تم سمجھتے ہو کہ تم زندہ مذہب کے پیرو ہو تو تم میرے سامنے وہ زندہ شخص پیش کرو جس پر خدا تعالےٰ کا تازہ کلام اترتا ہو۔ مگر ساری قومیں ابتر ہو کر رہ جائیں گی اور وہ اسلام کے پہلوان کے مقابلہ میں اپنا کوئی پہلوان پیش نہیں کر سکیں گی چنانچہ عملی لحاظ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خدا تعالےٰ نے ایسا ہی بیٹا دیا اور اس نے اعلان کیا کہ آج محمدی چشمہ ہی جاری ہے باقی تمام چشمے سوکھ گئے ہیں اور اس بات کا ثبوت میری ذات ہے میں اسی چشمہ کا پانی پی کر زندہ ہوا ہوں اور اسی چشمہ کے پانی سے تمام دنیا کو زندہ کرنے آلا ہوں غرض دوبارہ دنیا نے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر اعتراض کیا۔ کہ وہ ابتر ہیں اور دوبارہ اس نے کہا کہ محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی روحانی نسل دنیا سے مٹ گئی ہے۔ تب پھر خدا تعالیٰ نے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ایک روحانی بیٹا دیا جس نے دنیا کو چیلنج دیا۔ کہ میں محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا روحانی بیٹا ہوں تم بھی اپنے نبیوں کے روحانی بیٹے میرے مقابلہ میں پیش کرو۔ مگر آج پچاس سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے۔ نہ ہندو کوئی روحانی بیٹا پیش کر سکے ہیں نہ عیسائی کوئی روحانی بیٹا پیش کر سکے ہیں نہ یہودی کوئی روحانی بیٹا پیش کر سکے ہیں نہ بدھ کوئی روحانی بیٹا پیش کر سکے ہیں، نہ کنفیوشس مذہب کے پیرو کوئی روحانی بیٹا پیش کر سکے ہیں اور نہ ہی یورپ کا فلسفہ کوئی بیٹا پیش کر سکا ہے۔ پچاس سال سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کا چیلنج موجود ہے کہ اگر تم میں کوئی نور ہے۔ اگر تمہارے پاس سچائی ہے، اگر تمہارے اندر صداقت ہے تو تم میرے مقابلہ میں ایسا کوئی روحانی بیٹا پیش کرو جس نے تمہارے مذہب پر چل کر خدا تعالےٰ کے انعامات کو حاصل کیا ہو مگر پچاس سال ہوگئے، کوئی مذہب اپنا روحانی بیٹا پیش نہیں کر سکا۔

یہ عید بھی اسی کوثر کے وعدہ کو پورا کر رہی ہے۔ جس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو شروع میں بہت کم لوگوں نے مانا اور قبول کیا، ایسا ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابتداء میں لوگوں نے نہیں مانا۔ آپ ایک فرد واحد کی حیثیت میں تھے جب آپ نے دنیا کو مقابلہ کے لئے بلایا۔ مگر جس طرح آج سے تیرہ سو سال پہلے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک عید منائی تھی جو حج کے بعد آئی اور اس میں آپ نے یہ اعلان کر دیا کہ خدا نے میرے ساتھ جو وعدہ کیا تھا وہ پورا ہو گیا ہے۔ اسلام تام ہو گیا ہے اور دین اپنے کمال کو پہنچ گیا ہے جیسے اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ

نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

آج یہ عید بھی اسی رنگ کی عید ہے یہ وہ جلسہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کو اکٹھا کرنے کے لئے قائم کیا اور یہ جلسہ ان ایام میں آیا ہے جبکہ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ کا نظارہ نظر آ رہا ہے۔ چنانچہ کل حج تھا اور آج ہم سب عید منا رہے ہیں پس آج خدا کا یہ کلام پھر پورا ہو رہا ہے کہ

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اکیلے تھے انہیں خدا تعالےٰ نے اتنی کثیر جماعت دی ہے کہ آج آلہ نشر الصوت کے بغیر ان تک آواز بھی نہیں پہنچ سکتی۔ پس صَلِّ کے حکم کی تعمیل تو ہم کر ہی چکے ہیں اب ہم قربانیاں کریں گے اس خوشی میں کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں کوثر عطا کیا یعنی اللہ تعالےٰ نے ہمیں ظاہری کثرت بھی دی جس طرح اس نے ہمیں روحانی انعامات کی کثرت دی ہے اور ہم خدا تعالےٰ کا شکر ادا کریں گے۔ کہ اس نے ایک بار پھر دنیا پر ثابت کر دیا۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی صاحب اولاد ہیں اور آپؐ کے دشمن ہی ابتر ہیں۔ دیکھو آج ہم یہاں کتنی کثرت سے موجود ہیں۔ اترسوں میں نے ۲۳ ہزار آدمیوں کا اندازہ بتایا تھا مگر بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ یہ اندازہ بالکل غلط ہے کیونکہ اس وقت عورتوں کی مردم شماری اندازہ سے بہت زیادہ نکلی گویا قریباً تیس چالیس ہزار آدمی اس وقت جلسہ میں شامل تھے۔ اور آج بھی قریباً اتنے ہی ہیں اگر کچھ فرق ہے تو بہت معمولی ہے پس اس وقت تیس چالیس ہزار کے قریب مرد وعورت بیٹھے ہیں۔ اتنے کثیر مجمع کے مقابلہ میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دشمن کتنے تھے۔ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دشمن صرف بیسیوں تھے۔ اور آپ اکیلے تھے مگر آج خدا تعالےٰ کے فضل سے ہم میں سے ہر ایک فخر کے طور پر نہیں، تکبر کے طور پر نہیں، ریا کے طور پر نہیں بلکہ امر واقعہ کے اظہار کے طور پر یہ کہنے کے لئے تیار ہے کہ میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہوں۔ کیا ہے کوئی اس تیس چالیس ہزار میں سے جو یہ کہہ سکے کہ میں ابوجہل کا بیٹا ہوں یا عتبہ یا شیبہ کا بیٹا ہوں یقیناً ایک بھی ایسا شخص نہیں ہے۔ پھر عید کا یہ اجتماع صرف اسی مقام پر نہیں بلکہ دنیا کے ہر کونہ میں اس وقت لوگ جمع ہیں۔ ہر ملک میں لوگ جمع ہیں اور ہر علاقہ میں لوگ جمع ہیں۔ ان لاکھوں لاکھ لوگوں میں سے ہر شخص اس تمنا کے ساتھ اس اجتماع میں شریک ہوتا ہے کہ کاش میرا ظن سچا ہو کہ میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بیٹا ہوں۔ مگر ابوجہل کی اولاد میں سے آج اگر کوئی ہے بھی تو وہ یہ نہیں کہے گا کہ میں ابوجہل کی اولاد میں سے ہوں۔ بلکہ وہ بھی یہی کہے گا کہ میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اولاد میں سے ہوں۔

پس ہم اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہیں جس نے آج سے تیرہ سو سال پہلے مسلمانوں کو تکلیف کی زندگی سے بچا کر انہیں کوثر عطا کیا۔ اور ہم اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہیں کہ تیرہ سو سال کے بعد اس نے آج پھر ہم کو چُنا اور پھر وہی نظارہ انہی حالات میں سے گذار کر ہم کو دکھایا اور ہمیں ؏

صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا[۱۸]

کا مصداق بنا کر وہی ایمان افروز نظارہ دکھا دیا۔ پس آؤ ہم دُعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ہمیں واقعہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرزند بننے کی توفیق بخشے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دشمنوں کو اور بھی ابتر کرے۔ اَللّٰھُمَّ آمین۔

(الفضل ۸ر جنوری ۱۹۴۲ء)

۱۔ تاریخ ابن خلدون ۷/۲، تاریخ الخمیس ۳۲۴/۱، تاریخ طبری ۳۱۸/۱ دار المعارف مصر۔

۲۔ سیرت الامام ابن ہشام کے مندرجہ ذیل صفحات کے مطالعہ سے ہجرت تک مکہ کے مسلمانوں کی تعداد معلوم کی جاسکتی ہے۔
۸۴ تا ۸۸/۱، ۱۱۰ تا ۱۴۱/۱، ۱۲۷-۱۲۸/۱، ۱۶۳ تا ۱۶۸/۲، ۱۹۷ تا ۲۰۱/۲۔

۳۔ حضرت رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صاحبزادہ قاسم کی وفات پر عاص بن وائل سہمی (والد حضرت عمروؓ بن عاص) نے کہا تھا کہ نعوذ باللہ "ان محمدًا ابتر لا یعیش لہٗ ولد ذکر" یعنی آپ کی کوئی نرینہ اولاد زندہ نہ رہے گی (تاریخ کامل ابن اثیر ۲۷-۳۳/۲۔ سیرۃ ابن ہشام مترجمہ شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی ۱۵۳/۲)

۴۔ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ۳۸۵/۳

۵۔ سیرت حلبیہ جز اوّل ص ۳۴۸

۶۔ صحیح بخاری باب بنیان الکعبۃ باب ما لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المشرکین بمکۃ۔ زرقانی شرح مواہب لدنیہ ۲۵۱/۱

۷۔ حضرت عکرمہؓ کی طرف اشارہ ہے۔ جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے۔ اور ۱۳ھ میں جنگ یرموک میں لڑتے ہوئے شہادت پائی۔

۸۔ اس سے مراد حضرت خالدؓ بن ولید ہیں۔ جن کی کنیت ابو سلیمان اور لقب سیف اللہ تھا۔ ۶ھ اور ۸ھ کے درمیان مشرف بہ اسلام ہوئے اور زندگی کا بیشتر حصہ میدان جہاد میں دادِ شجاعت دیتے ہوئے گذار دیا۔ ان کے اسی ذوقِ جہاد اور شجاعانہ کارناموں کی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو "سیف اللہ" کا لقب مرحمت فرمایا۔ تقریبًا سوا سو لڑائیوں میں تلوار کے جوہر دکھائے ۲۲ھ

میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

۹؎ ۔ تاج العروس جلد ۳ ص۵۲۶ ۔ مفردات امام راغب زیر لفظ کسر

۱۰؎ ۔ صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم صلے اللہ علیہ وسلم

۱۱؎ ۔ تاج العروس جلد ۳ ص۲۵

۱۲؎ ۔ الانبیاء ۲۱ : ۸ ۔ حُسنُ الاُسْوَۃِ بما ثبت من اللہ ورسولہ فِی النِّسْوَۃِ مؤلفہ نواب محمد صدیق حسن خاں صاحب ص۶۱ طبع اوّل مطبوعہ قسطنطنیہ ۱۳۰۱ھ

۱۳؎ ۔ سوامی دیانند سَرَسْوَتی (وفات ۱۸۸۳ء) ہندوؤں کا مشہور مذہبی رہنما اور آریہ سماج کا بانی تھا۔

۱۴؎ ۔ اعجاز احمدی ص۵۲، ص۷

۱۵؎ ۔ ملفوظات جلد اوّل ص۱۴۳

۱۶؎ ۔ المائدہ ۵ : ۴

۱۷؎ ۔ بشیر احمد، شریف احمد اور مبارکہ کی آمین مطبوعہ ۱۹۰۱ء۔